

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ نے اہل حدیث شمارہ نمبر ۲ مجریہ ۱۰ جنوری ۲۰۰۳ء میں نمازی کے سترہ کے متعلق لکھا ہے کہ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازی کو سترہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کا حکم دیا اور بغیر سترہ کے نماز پڑھنے سے منع کیا ہے اور آپ کا امر واجب اور نہی تحریم کئے گئے ہے۔ ہاں، اگر کوئی قرینہ ہو تو امر واجب کے بجائے استحباب کئے گئے ہوتا ہے لیکن یہاں کوئی ایسا قرینہ نہیں ہے کہ آپ کے امر کو واجب کے بجائے استحباب پر محمول کیا جائے (پھر نہی سے مراد بھی نہی تحریم ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ نماز کے لئے سترہ بنانا واجب ہے اور اس کے بغیر نماز اکرنا حرام ہے)“ (الی آخرہ)

لیکن ہمارے سامنے کچھ ایسی احادیث اور آثار و قرآن ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ یہ امر واجب کئے گئے نہیں بلکہ استحباب کئے گئے ہے، آپ ان کی وضاحت فرمائیں؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

! الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے والد حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ہمراہ شہر سے باہر ہماری رہائش گاہ میں تشریف لائے، وہاں صحرا میں آپ نے بائیں حالت نماز [اداکی کہ آپ کے آگے سترہ نہیں تھا۔] [الوادؤد، الصلوۃ: ۱۸،

وضاحت: ہم نے اپنے موقف کئے جو احادیث پیش کی تھیں وہ اپنے مفہوم میں صریح تھیں، اس کے برعکس یہ جو احادیث پیش کی جاتی ہیں وہ صحیح نہیں، اگر صحیح ہیں تو اپنے مفہوم میں صریح نہیں ہیں۔ پیش کردہ حدیث کے متعلق علامہ ابن حزم رحمہ اللہ کا تبصرہ ہے کہ یہ باطل ہے۔ اس وجہ سے انہوں نے یہ بیان کیا ہے کہ عباس بن عبد اللہ بن عباس ہاشمی جھلپتے بچا حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں۔ انہوں نے اپنے بچا کو نہیں پایا، اس انقطاع کی وجہ سے یہ حدیث ضعیف اور ناقابل استدلال ہے۔ [محلّی ابن حزم: ۳/۱۳]

[حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس راوی کو ”مقبول“ لکھا ہے۔] [تہذیب التہذیب: ۵/۱۲۳]

مقبول راوی کی روایات اس وقت قبول ہوتی ہیں جب اس کی متابعت ہو، لیکن مذکورہ حدیث کی متابعت کسی صحیح یا حسن حدیث سے نہیں ہوتی، اگر ایک ضعیف حدیث کے مختلف طرق ہوں تو بعض اوقات اسے حسن لغیرہ کا درجہ حاصل ہو جاتا ہے، لیکن متعدد ضعیف روایات کا اجتماع انفرادی کمزوری کی تلافی نہیں کر سکتا۔ بہر حال یہ روایت ناقابل استدلال ہے، لہذا سترہ کا وجوب اپنی جگہ برقرار رہے گا، نیز پیش کردہ حدیث کے آخرین میں یہ الفاظ ہیں کہ گدھی اور کتیا آپ کے آگے کھیل رہی تھیں، آپ نے ان کی کوئی پروا نہیں کی۔ حدیث کا یہ مضمون ان صحیح اور صریح احادیث کے خلاف ہے، جن میں صراحت ہے کہ ایک دفعہ آپ نماز پڑھ رہے تھے اور ایک بکری [دوڑتی ہوئی آئی، وہ آپ کے آگے سے گزرنے چاہتی تھی۔ آپ نے اپنا بطن مبارک دلوار کے ساتھ لگا دیا حتیٰ کہ اس بکری کو آپ کے پیچھے سے گزرنے پڑا۔] [صحیح ابن خزیمہ: ۸۲۰]

یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ گدھی اور کتیا آپ کے سامنے گھومتی رہیں اور آپ اس کی پروا نہ کریں، جبکہ آپ ہی نے فرمایا کہ ”مکتا، گدھا اور عورت، ان کے نمازی کے آگے سے گزرنے سے نماز کا خشوع متاثر ہوتا ہے۔“ [صحیح مسلم، الصلوۃ: ۲۶۶]

محدثین کرام رحمہ اللہ کا ایک اصول یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل میں تعارض ہو تو قول کو ترجیح دی جاتی ہے اور فعل کو خصوصیت پر محمول کیا جاتا ہے۔ چنانچہ پیش کردہ حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک فعل بیان ہوا ہے، لیکن آپ کے متعدد اقوال اس کے معارض ہیں، لہذا ان اقوال کو ترجیح دی جائے گی، مختصر یہ ہے کہ مذکورہ حدیث اس قابل ہی نہیں کہ اسے صحیح اور صریح احادیث کے مقابلہ میں پیش کیا جائے، اگر کوئی ان کے معارضہ پر اصرار کرتا ہے تو اس میں آپ کا فعل بیان ہوا ہے، جو آپ کے فرامین کے مقابلہ میں مرجوح ہے۔

[حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے مسند البراز کے حوالہ سے حدیث نقل کی ہے: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے اور آپ کے سامنے کوئی چیز بطور سترہ نہ تھی۔“ [فتح الباری: ۱/۲۶۶]

[وضاحت: علامہ شوکانی رحمہ اللہ نے حدیث کو بائیں الفاظ نقل فرمایا ہے کہ آپ کے سامنے کوئی ایسی چیز بطور سترہ نہ تھی جو ہمارے اور آپ کے درمیان حائل ہو۔] [نیل الاوطار: ۳/۱۲]

[ہمارے نزدیک اس حدیث کی صحت مسلم نہیں ہے کیونکہ اس کی سند میں عبد الکریم بن ابی الحارث راوی ہے جسے محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔] [تہذیب التہذیب: ۶/۳۷۶]

جن حضرات نے اسے صحیح کہا ہے انہوں نے اسے عبد الکریم الجزری خیال کیا ہے علامہ شوکانی رحمہ اللہ نے اس کی صحت کو تسلیم کرتے ہوئے یہ جواب دیا ہے کہ اس سے مطلق سترے کی نفی نہیں ہوتی۔ بلکہ ایسے سترہ کی نفی کرتی ہے جو لوگوں اور آپ کے درمیان حائل ہو۔ جیسے بلند دیوار وغیرہ، جو دونوں کے درمیان ایک دوسرے کو دیکھنے سے مانع ہو۔ محدث عراقی رحمہ اللہ نے بھی یہی موقف اختیار کیا ہے۔ [مرآة المفاتیح: ۳/۲۹۹]

لہذا ایسی محتفل روایت صحیح اور صریح احادیث کے خلاف دلیل نہیں بن سکتی۔ واضح رہے کہ اس حدیث کے بنیادی الفاظ جو امام بخاری رحمہ اللہ نے نقل کیے ہیں، وہ حسب ذیل ہیں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں ایک گدھی پر سوار ہو کر آیا اور میں اس وقت قریب البلوغ تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت دیوار کے سوا کسی اور چیز کا سترہ کر کے لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے ” [صفت کے کچھ حصے سے گزر کر میں اپنی سواری سے اترا اور گدھی کو چرنے کے لئے ہتھوڑا اور خود صفت میں شامل ہو کر شریک نماز ہو گیا۔ کسی نے اس وجہ سے مجھ پر اعتراض نہیں کیا۔] صحیح بخاری: ۳۹

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث سے سترہ کو ثابت کیا ہے، جبکہ امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس سے سترہ کی نفی کو ثابت کیا ہے اور اس حدیث پر باہن الفاظ عنوان قائم کیا ہے ”سترہ کے بغیر نماز پڑھنا“ لیکن حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا معاملہ انتہائی تعجب خیز ہے کہ وہ امام بخاری رحمہ اللہ کے قائم کردہ عنوانات سے احادیث کی مطابقت اور صحت استدلال کے لئے بڑی کوشش و کاوش کرتے ہیں۔ لیکن اس مقام پر وہ امام بیہقی رحمہ اللہ سے متاثر [نظر آتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے سترہ کے متعلق امام بخاری رحمہ اللہ کا استدلال محل نظر ہے۔] فتح الباری: ۱/۴۳۹

اگر حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اور امام بیہقی رحمہ اللہ وقت نظر سے کام لیتے تو معاملہ اس کے برعکس ہوتا، امام بخاری رحمہ اللہ کے پیش نظریہ نکتہ تھا کہ حدیث میں ”غیر جدار“ کے الفاظ ہیں اور غیر لفظ ہمیشہ کسی سابق کی صفت ہو کرتا ہے۔ اس لئے حدیث کا معنی یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیوار کے علاوہ کسی دوسری چیز کو سترہ بنا کر نماز پڑھ رہے تھے۔ نفی جدار کا فائدہ بھی اس وقت ہو گا کہ وہاں کسی دوسری چیز کا سترہ ہو بصورت دیگر یہ نفی لغو ہوگی۔ نیز حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ دورانِ جماعت میرے صفت کے کچھ حصے کے آگے سے گزرنے کے باوجود مجھ پر کسی نے اعتراض نہیں کیا۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے سترہ موجود تھا وہاں سترہ مشتمل حضرات کے لئے کافی تھا، اس لئے اعتراض کی نجائش ہی نہیں تھی۔ اس حدیث پر ہم نے اپنی زیر تریب شرح بخاری میں سیر حاصل بحث کی ہے۔ قارئین سے استدعا ہے کہ وہ اس کی تکمیل کے لئے دعا کرتے رہیں۔

[امام مالک رحمہ اللہ اس سلسلہ میں ایک صحابی کا عمل نقل کرتے ہیں کہ حضرت عروہ بن زبیر رحمہ اللہ نے صحرا میں سترہ کے بغیر نماز پڑھی۔] مؤطا امام مالک، باب سترۃ المسلم فی السفر

وضاحت: اس حدیث میں صحابی کا نہیں بلکہ ایک تابعی کا عمل پیش کیا گیا ہے کیونکہ حضرت عروہ بن زبیر رحمہ اللہ تابعی ہیں۔ صحیح احادیث کے مقابلہ میں ایک تابعی کے عمل کی کوئی حیثیت نہیں ہے، ہاں اس سے پہلے حدیث [میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا عمل بیان کیا گیا ہے کہ وہ سفر میں بھی سترہ کا اہتمام کرتے تھے۔] مؤطا امام مالک

حضرت قرہ بن ایاس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں دوستوں کے درمیان نماز پڑھ رہا تھا کہ مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے گدی سے پکڑ کر سترہ کے قریب کر دیا اور فرمایا کہ اس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھ۔] صحیح بخاری، تعلیقاً مع الفتی: ۱/۵۴۴

[مصنف ابن ابی شیبہ میں اس روایت کو موصولاً بیان کیا گیا ہے۔] مصنف ابن ابی شیبہ: ۳/۴۰۰

[حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ تم میں سے جب کوئی نماز پڑھے تو سترے کی طرف رخ کر کے پڑھے اور اس کے قریب کھڑا ہو، تاکہ شیطان اس کے آگے سے نہ گزر سکے۔] مصنف ابن ابی شیبہ: ۱/۲۴۹

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سترے کا اس قدر اہتمام کرتے تھے کہ اگر مسجد میں کوئی ستون نہ ملتا تو حضرت نافع رحمہ اللہ سے کہتے کہ تم اپنی ہٹھ میری طرف کر کے بیٹھ جانا تاکہ میں تیری طرف رخ کر کے نماز پڑھوں۔] مصنف ابن ابی شیبہ: ۱/۲۴۹

[حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نماز کی زیادتی اور بے انصافی یہ ہے کہ وہ سترہ کے بغیر نماز پڑھے۔] بیہقی: ۲/۲۸۵

[حضرت سلمہ بن الاکوع صحرا میں کسی پتھر کو سامنے گاڑ لیتے، پھر اس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے۔] مصنف ابن ابی شیبہ: ۱/۲۴۸

ان آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو نماز کے لئے سترہ کا اہتمام کرتے۔

[ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحرا میں باہن حالت نماز ادا کی کہ آپ کے آگے کوئی چیز نہ تھی۔] مسند امام احمد: ۱/۳۴۳

وضاحت: اس روایت کو سید سابق رحمہ اللہ نے سترہ کے استحباب کے پیش نظر اپنی کتاب فقہ السنہ میں بیان فرمایا ہے لیکن یہ روایت ناقابل استدلال ہے، کیونکہ اس میں ایک راوی حجاج بن ارطاة ہے جسے محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔ [مجمع الزوائد: ۲/۶۶

[اس کے علاوہ یہ مدلس بھی ہے اور اس کی مذکورہ روایت ”عن“ کے صیغہ سے بیان کی ہے۔] تمام السنۃ: ۳۰۵

[علامہ البانی رحمہ اللہ نے (الاحادیث الضعیفہ رقم: ۵۸۰۳) اور علامہ عید اللہ مبارک پوری رحمہ اللہ نے اس روایت پر سیر حاصل بحث کی ہے۔] مرعاۃ المفاتیح: ۲/۵۰۳

علامہ بیہقی رحمہ اللہ نے اس روایت کے متعلق لکھا ہے کہ مذکورہ روایت کی تائید حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے بھی ہوتی ہے لیکن تائید میں پیش کی جانے والی روایت کے متعلق امام ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ مستقطع ہے کیونکہ عباس بن عبد اللہ نے اپنے چچا حضرت فضل بن عباس کو نہیں پایا، اس کے علاوہ ماہر فن ابن قطان فرماتے ہیں کہ عباس بن عبد اللہ مجہول ہے، جس کے حالات کا کوئی اتا پتا نہیں ہے۔] تمام السنۃ: ۳۰۵

نماز مغرب سے پہلے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سنتیں پڑھنے کے لئے ستونوں کی طرف جلدی کرتے، مسجد نبوی میں اس قدر ستون نہ تھے کہ تمام صحابہ کے لئے سترہ کا کام دے سکتے، اس سے معلوم ہوا کہ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سترہ کے بغیر نماز پڑھتے تھے۔

وضاحت: جس روایت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اسے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب مؤذن اذان دیتا تو کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کھڑے ہو جاتے اور جلدی جلدی ستونوں کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے۔] صحیح بخاری: ۶۲۵

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سترہ کا اہتمام کرتے تھے۔ کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سترہ کے لئے ستونوں سے کام لیتے، باقی ایک دوسرے کے پیچھے کھڑے ہو جاتے، پھر سمنے والی دیوار کو بھی سترہ بنا لیا جاتا تھا۔

ہمیں تعجب ہوتا ہے کہ جب ایک چیز صحیح احادیث سے ثابت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل نے اسے مزید تقویت دی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اس پر عمل پیرا نظر آتے ہیں تو پھر اس قسم کے موبوم خدشات کے پیش نظر اسے نظر انداز کر دیا جائے۔ بحر حال اس قسم کے دلائل و وجوب سے استحباب کے لئے قرینہ صارفہ نہیں ہو سکتے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت بیان کی ہے کہ آپ نے ان لوگوں پر اعتراض کیا جو کہتے، گدھے اور عورت کا آگے سے گزرنے کا طمع الصلوٰۃ ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا شکوہ تب ہی درست ہو سکتا ہے جب نمازی کے سمنے سترہ نہ ہو۔ ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاؤں کو ہاتھ لگاتے تو آپ اپنے پاؤں سکینٹ لیتیں اور جب آپ سجدہ سے فارغ ہو جاتے تو پاؤں پھیلا دیتیں۔ پاؤں کو سکینٹنا اور پھیلا دینا مردی تو ہے؟

وضاحت: دراصل یہ کہنا چاہتے ہیں کہ رات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز تہجد پڑھتے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے سمنے ہوتیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے سمنے بیٹھنے کو پسند نہ کرتیں، چنانچہ وہ پائنتی کی طرف سے کھسک کر کھاف سے باہر نکل جاتیں، اس طرح آپ کے سمنے سے گزر جاتیں اور آپ کے سمنے کوئی سترہ نہیں ہوتا تھا، لیکن روایات کے تتبع سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں دو واقعات ہیں۔

ایک واقعہ یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا چارپائی پر ہوتیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آڑ کر چارپائی کو سترہ بنا کر نماز پڑھتے۔ اس صورت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بنا زہ کی طرح آپ کے سمنے لیٹی رہتیں، جب آپ کو ضرورت ہوتی تو پائنتی کی طرف کھسک کر باہر نکل جاتیں۔ اس میں آپ کے پاؤں کو ہاتھ لگانے اور انہیں سمیٹنے کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس صورت پر ہاں الفاظ عنوان قائم کیا ہے ”چارپائی کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا“ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سمنے چارپائی بطور سترہ ہے۔ اگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اٹھ کر چلی جاتیں تو چارپائی آپ کے سمنے رہتی اور سترے کا کام دیتی، امام بخاری رحمہ اللہ نے اس روایت کو متعدد مقامات پر بیان کیا ہے۔ (۵۰۸، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۹)

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی بستر پر نماز پڑھتے جہاں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا لیٹی ہوتی تھیں۔ اس صورت میں سترہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ذات گرامی ہوتی، چنانچہ سجدہ کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ رضی اللہ عنہا کے پاؤں کو دباتے تو وہ انہیں سمیٹ لیتیں سجدہ سے فراغت کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا انہیں پھیلا دیتیں۔ اس واقعہ میں کھاف سے نکل کر باہر جانے کی صورت میں ہے۔ اس (روایت پر امام بخاری رحمہ اللہ نے ہاں الفاظ عنوان قائم کیا ہے ”عورت کو سترہ بنا کر نوافل پڑھنا“ اسے بھی متعدد مقامات پر ذکر کیا ہے۔ (۵۱۳، ۵۱۹، ۱۲۰۹)

بہر حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ گھر، مسجد، آبادی، صحرا، مٹی، عرفات، بیت اللہ، الغرض جہاں بھی نماز پڑھتے سترہ کا اہتمام کرتے۔ آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اس پر عمل پیرا تھے۔ اس لئے یہ نمازی کی ذمہ داری ہے کہ وہ خود سترہ کا اہتمام کرے، اہل مسجد کی ذمہ داری نہیں کہ وہ متعدد ”سترات“ کا مسجد میں بندوبست کر کے رکھیں۔ اس قسم کی سہولیات فراہم کرنا انتظامیہ کی ذمہ داری نہیں ہے۔ مؤمن کی شان یہ ہے کہ جب بھی کوئی معاملہ صحیح احادیث سے ثابت ہو جائے اس پر عمل پیرا ہونے کی فکر کرے نہ کہ اسے نظر انداز کرنے کے لئے موبوم خدشات یا پالنے چوبین کا سہارا لے۔ [واللہ اعلم بالصواب]

هذا ما عندني والله اعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد: 2 صفحہ: 100